

کتابِ دانیال - نمبر ایک سو گیارہ

کتابِ مکاشفہ کے پہلے وائے میں ابوبکر کی نبوتی اہمیت کی پردہ کشائی

Jeff Pippenger

2024-03-02

پہلی آفت کی پیشین گوئی کی تاریخ میں، محمد کے بعد آنے والے رہنما ابو بکر عبداللہ بن ابی قحافہ تھے، جو محمد کے سسر تھے۔ ہم اسے ابو بکر کہیں گے۔ پہلی چار آیات میں اس کا بھی اور محمد کا بھی ذکر ہے۔ محمد کے بعد ابو بکر پہلے اسلامی حکمران تھے، اور تاریخ میں ایک حکم درج ہے جو انہوں نے اپنے سپاہیوں کو دیا تھا، جس کی نمائندگی مکاشفہ باب نو کی آیت چار میں ہے۔ یہ حکم اُس مہر بندی کے عمل کی نمائندگی کرتا ہے جو تیسری آفت کے آنے پر شروع ہوا، جو ساتواں نرسنگا بھی تھا، اور جو تیسرے فرشتے کی آمد بھی تھی۔

اور پانچویں فرشتے نے نرسنگا پھونکا، اور میں نے دیکھا کہ ایک ستارہ آسمان سے زمین پر گرا؛ اور اسے اتاہ گڑھے کی کنجی دی گئی۔ اور اس نے اتاہ گڑھا کھولا؛ اور گڑھے سے دھواں اٹھا، جیسے کسی بڑی بھٹی کا دھواں؛ اور گڑھے کے دھوئیں کے باعث سورج اور ہوا تاریک ہو گئے۔ اور اس دھوئیں میں سے ٹڈیاں زمین پر نکل آئیں؛ اور انہیں وہ اختیار دیا گیا جو زمین کے بچھوؤں کو ہوتا ہے۔ اور انہیں حکم دیا گیا کہ وہ نہ زمین کی گھاس کو نقصان پہنچائیں، نہ کسی ہری چیز کو، نہ کسی درخت کو؛ بلکہ صرف ان آدمیوں کو جن کی پیشانیوں پر خدا کی مہر نہیں۔ مکاشفہ 4-9:1۔

وہ "ستارہ" جو آسمان سے گرا محمد تھا، جس نے 606ء میں اپنی خدمت کا آغاز کیا۔ محمد کو ایک "چابی" دی گئی جس سے "اتہاہ کنواں" "کھولا" جانا تھا، جس سے "دھوئیں" کو "سورج اور ہوا" کو تاریک کرنے کی اجازت ملی، اور "ٹڈیاں" برآمد ہوئیں جنہیں "بچھوؤں" کی "قوت" جیسی قوت دی گئی۔ وہ چابی ایک فوجی معرکہ تھا جس نے رومیوں کی فوجی قوت میں کمزوری پیدا کی، یوں اسلام کی جنگی کارروائیوں کے ابھرنے کی راہ ہموار ہوئی۔ "اتہاہ کنواں" عرب کی علامت ہے، جو اسلام کی جائے پیدائش ہے، اور "دھواں" اسلام کے باطل مذہب کی نمائندگی کرتا تھا جو ساری زمین پر پھیلنا تھا اور اسی خطے پر قابض ہو جانا تھا جسے ٹڈی دل کے غول گھیر لیتے ہیں جو شمالی افریقہ، جنوبی یورپ اور عرب پر چھا جاتے ہیں۔ "ٹڈیاں" اسلام کی علامت ہیں، اور "قوت" پیشگوئی کے طور پر فوجی قوت کی نمائندگی کرتی ہے۔ ان کی قوت "بچھوؤں" کی مانند ہونی تھی، جو اچانک وار کرتے ہیں۔ یوریا اسمتہ بیان کرتے ہیں:

ایک ستارہ آسمان سے زمین پر آگرا؛ اور اسے تہہ گڑھے کی چابی دی گئی۔

جب فارسی بادشاہ اپنے ہنر اور اقتدار کے کرشمات پر غور کر رہا تھا، اسے مکہ کے ایک گمنام شہری کا ایک خط ملا جس میں اسے محمد کو خدا کا رسول تسلیم کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ اس نے یہ دعوت مسترد کر دی اور خط پھاڑ دیا۔ "یوں ہی،" عرب نبی نے پکار کر کہا، "خدا سلطنت کو چاک کر دے گا، اور خسرو کی التجا کو رد کر دے گا۔" مشرق کی ان دو سلطنتوں کے کنارے واقع، محمد نے پوشیدہ خوشی کے ساتھ ان کی باہمی تباہی کی پیش رفت کو دیکھا؛ اور فارسی فتوحات کے بیچ انہوں نے یہ پیش گوئی کرنے کی جسارت کی کہ زیادہ برس گزرنے سے پہلے فتح دوبارہ رومیوں کے پرچموں کی طرف لوٹ آئے گی۔ "جس وقت یہ پیش گوئی کی گئی بتائی جاتی ہے، اُس وقت اس کے پورا ہونے سے زیادہ دور کوئی اور پیش گوئی نہ ہو سکتی تھی، کیونکہ ہرقل کے ابتدائی بارہ برس سلطنت کے قریب الوقوع زوال کا اعلان کر رہے تھے۔"

خسرونے ایشیا اور افریقہ [میں] رومی متصرفات کو زیرِ نگیں کر لیا۔ اور 'رومی سلطنت' اس زمانے میں 'قسطنطنیہ کی فصیلوں تک سمٹ کر رہ گئی تھی، یونان، اٹلی اور افریقہ کے بچے

کھچے حصوں کے ساتھ، اور ایشیائی ساحل کے چند شہر، صور سے لے کر طرابزون تک۔ چھ برس کے تجربے نے آخر کار فارسی بادشاہ کو قسطنطنیہ کی فتح سے دستبردار ہونے اور رومی سلطنت کے فدیے کے سالانہ خراج کی تعیین پر آمادہ کر دیا—سوزے کے ایک ہزار ٹیلنٹ، چاندی کے ایک ہزار ٹیلنٹ، ایک ہزار ریشمی قبائیں، ایک ہزار گھوڑے، اور ایک ہزار کنواریاں۔ ہرقل نے ان رسوا کن شرائط کو تسلیم کر لیا۔ لیکن مشرق کی غربت سے وہ خزانے جمع کرنے کے لیے جو وقت اور گنجائش اسے ملی، اسے اس نے نہایت سرگرمی سے ایک دلیر اور مایوسانہ حملے کی تیاری میں صرف کیا۔

بادشاہِ فارس نے اس گمنام سراسن کو حقیر جانا، اور مکہ کے نام نہاد نبی کے پیغام کا مذاق اڑایا۔ رومی سلطنت کا انہدام بھی اسلام کے لیے، یا ایک فریب کے سراسنی مسلح مبلغین کی پیش رفت کے لیے، کوئی دروازہ نہ کھولتا، باوجود اس کے کہ فارس کے بادشاہ اور آوار کے خاقان (اٹیلے کے جانشین) نے قیصروں کی سلطنتوں کی باقیات آپس میں تقسیم کر لی تھیں۔ خسرو خود بھی ہلاک ہوا۔ فارس اور رومی بادشاہتوں نے ایک دوسرے کی طاقت کھپا دی۔ اور جھوٹے نبی کے ہاتھ میں تلوار دیے جانے سے پہلے ہی، وہ تلوار ان لوگوں کے ہاتھ سے چھین لی گئی جو اس کی پیش قدمی روک سکتے تھے اور اس کی طاقت کچل سکتے تھے۔

”اسکیپیو اور ہنیبال کے زمانے سے آج تک، سلطنت کی نجات کے لیے ہرقل نے جو کارنامہ سرانجام دیا، اس سے زیادہ جسور اقدام کبھی نہیں کیا گیا۔ اس نے بحیرہ اسود اور ارمنستان کے پہاڑوں سے گزرتے ہوئے اپنا پرخطر راستہ طے کیا، فارس کے قلب میں داخل ہوا، اور عظیم بادشاہ کی فوجوں کو اپنے لہولہان وطن کے دفاع کے لیے واپس بلا لیا۔“

جنگِ نینوہ میں، جو صبح دم سے گیارہویں گھڑی تک نہایت سختی سے لڑی گئی، اٹھائیس علم، ان کے علاوہ وہ جو شاید ٹوٹ یا پھٹ گئے ہوں، ایرانیوں سے چھین لیے گئے؛ ان کی فوج کا بڑا حصہ کاٹ کر رکھ دیا گیا، اور فاتحین نے اپنا نقصان چھپا کر رات میدان ہی میں گزاری۔ آشور کے شہر اور محلات پہلی بار رومیوں کے لیے کھل گئے۔

رومی شہنشاہ کو اپنی حاصل کردہ فتوحات سے تقویت نہ ملی؛ اور اسی وقت، اور انہی اسباب کے ذریعے، جزیرہٴ عرب سے آنے والے عربوں کے انبوہ کثیر کے لیے ایک راہ ہموار ہو گئی، جو اسی خطے کے ٹڈی دل کی طرح تھی، اور جو اپنے گزر کے ساتھ تاریخ اور گمراہ کن محمدی عقیدے کی اشاعت کرتے ہوئے جلد ہی فارسی اور رومی دونوں سلطنتوں پر چھا گئے۔

اس حقیقت کی اس سے زیادہ مکمل توضیح کی تمنا نہیں کی جا سکتی جو گبن کے اس باب کے اختتامی الفاظ فراہم کرتے ہیں، جس سے اوپر کے اقتباسات لیے گئے ہیں۔ ’اگرچہ ہرقل کے علم تلے ایک فاتح لشکر تیار ہو چکا تھا، مگر اس غیر فطری کوشش نے ان کی قوت کو بڑھانے کے بجائے گویا نچوڑ کر رکھ دیا تھا۔ جب شہنشاہ قسطنطنیہ یا یروشلم میں جشنِ فتح منا رہا تھا، تو شام کی سرحد پر ایک غیر معروف قصبہ سراسنوں نے لوٹ لیا، اور اس کی مدد کو آنے والے چند دستوں کو انہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا—یہ ایک معمولی اور حقیر واقعہ ہوتا، اگر یہ ایک عظیم انقلاب کی تمہید نہ بنتا۔ یہ لٹیرے محمد کے داعی تھے؛ ان کی جنونی بہادری صحرا سے ابھری تھی؛ اور اپنی حکومت کے آخری آٹھ برسوں میں ہرقل نے وہی صوبے عربوں کے ہاتھوں کھو دیے جنہیں اس نے فارسیوں سے چھڑایا تھا۔

’فریب اور جوش و خروش کی روح، جس کا مسکن آسمانوں میں نہیں، زمین پر آزاد کر دی گئی۔ اتہاہ گڑھے کو کھولنے کے لیے بس ایک کلید درکار تھی، اور وہ کلید خسرو کا زوال تھا۔ اس نے مکہ کے ایک گمنام شہری کا خط حقارت سے پھاڑ دیا تھا۔ لیکن جب وہ اپنی ’جلال کی چمک‘ سے ’اندھیرے کے برج‘ میں جا گرا جس میں کوئی نگاہ نفوذ نہ کر سکتی تھی، تو خسرو کا نام محمد کے نام کے سامنے یکایک فراموشی میں ڈوب جانا تھا؛ اور ہلال گویا اپنے طلوع کے لیے صرف اس ستارے کے زوال کا منتظر تھا۔ خسرو، اپنی پوری شکست اور سلطنت کے خاتمے کے بعد، سن 628 میں قتل کیا

گیا؛ اور سن 629 'فتح عرب' اور 'رومی سلطنت کے خلاف مسلمانوں کی پہلی جنگ' سے نشان زد ہے۔ 'اور پانچویں فرشتے نے صور پھونکا، اور میں نے دیکھا کہ ایک ستارہ آسمان سے زمین پر گرا؛ اور اسے اتھاہ گڑھے کی کلید دی گئی۔ اور اس نے اتھاہ گڑھا کھول دیا۔' وہ زمین پر گر پڑا۔ جب رومی سلطنت کی قوت ختم ہو چکی تھی، اور مشرق کا عظیم بادشاہ اپنے اندھیرے کے برج میں مردہ پڑا تھا، تو شام کی سرحد پر ایک گمنام قصبے کی لوٹ مار 'ایک عظیم انقلاب کا پیش خیمہ' تھی۔ "لٹیرے محمد کے حواری تھے، اور ان کی جنونی دلیری صحرا سے ابھری۔"

اتھاہ گڑھا۔ اس اصطلاح کا مطلب یونانی، سے معلوم ہو سکتا ہے، جس کی تعریف 'گہرا، اتھاہ، عمیق' کی گئی ہے، اور یہ کسی بھی بنجر، سنسان اور غیر کاشتہ جگہ پر دلالت کر سکتا ہے۔ یہ زمین کی ابتدائی حالت افراتفری پر منطبق ہوتا ہے۔ Gen.1:2. اس موقع پر یہ مناسب طور پر عربی صحرا کے نامعلوم ویرانوں پر منطبق ہو سکتا ہے، جن کی سرحدوں سے سراسنوں کے لشکر ٹڈی دل کی طرح نکلے۔ اور فارسی بادشاہ خسرو کا زوال اتھاہ گڑھے کے کھلنے کے طور پر بخوبی پیش کیا جا سکتا ہے، کیونکہ اس نے محمد کے پیروکاروں کے لیے یہ راہ ہموار کی کہ وہ اپنے گمنام وطن سے نکلیں اور اپنے فریب دہ عقائد کو آگ اور تلوار کے ذریعے پھیلائیں، یہاں تک کہ انہوں نے اپنی تاریکی پوری مشرقی سلطنت پر پھیلا دی۔ یوریاہ سمتھ، دانیال اور مکاشفہ، 498-495۔

پہلا ہائے، جو پانچواں نرسنگا ہے، روم کے خلاف اسلام کی جنگ کے آغاز کی نشاندہی کرتا ہے، اور یہ روم اور فارس کے درمیان ایک لڑائی کی بھی نشاندہی کرتا ہے جس میں روم غالب آیا، مگر اس دوران اس نے اپنی عسکری طاقت اس حد تک کھپا دی کہ وہ اسلامی طاقت کے عروج کو روک نہ سکا۔ پہلے ہائے اور دوسرے ہائے کی نبوی خصوصیات تیسرے ہائے کی نبوی خصوصیات کی نشاندہی کرتی ہیں، اور یہ اہم ہے کہ پہلے دو ہائے کو تیسرے ہائے کی تاریخ کی علامتوں کے طور پر پہچانا جائے، کیونکہ وہ تاریخ ایک لاکھ چوالیس ہزار کی مہر بندی کے عرصے کی نمائندگی کرتی ہے، جو 11 ستمبر 2001 کو شروع ہوا۔ پہلی تین آیات میں محمد کے ذریعے پیش کی گئی نبوی تاریخ کے بعد، چوتھی آیت ابو بکر کا تعارف کراتی ہے، جو محمد کے بعد پہلے رہنما تھے۔

اور انہیں حکم دیا گیا کہ وہ زمین کی گھاس کو نقصان نہ پہنچائیں، نہ کسی سرسبز چیز کو، نہ کسی درخت کو؛ بلکہ صرف ان لوگوں کو جن کی پیشانیوں پر خدا کی مہر نہیں ہے۔ مکاشفہ 9:4۔

ابوبکر کے حکم نے اسلامی مجاہدوں کو ہدایت دی کہ وہ اس وقت رومی علاقوں میں موجود عبادت گزاروں کی دو اقسام میں فرق کریں۔ ایک طبقہ کیتھولکوں کا تھا، جن کے بعض مذہبی سلسلے سر کے پچھلے حصے کے بال منڈواتے تھے (بال منڈوانے کی رسم)، اور اتوار کے دن عبادت کرتے تھے۔ دوسرا طبقہ ساتویں دن کے سبت کے پابند تھا، اور سبت خدا کی مہر ہے۔

محمد کی وفات کے بعد، سنہ 632 عیسوی میں ان کی جگہ قیادت ابوبکر نے سنبھالی، جنہوں نے جیسے ہی اپنی اقتدار و حکومت کو بخوبی مستحکم کر لیا، عرب قبائل کے نام ایک گردش نامہ روانہ کیا، جس میں سے مندرجہ ذیل اقتباس ہے:-

'جب تم خداوند کی خاطر جنگیں لڑو، مردوں کی طرح کام لو، پیٹھ نہ پھیرو؛ مگر اپنی فتح کو عورتوں اور بچوں کے خون سے داغدار نہ کرو۔ کھجور کے درختوں کو تباہ نہ کرو، اور غلے کے کھیت نہ جلاؤ۔ کسی پھل دار درخت کو مت کاٹو، اور مویشیوں کو کوئی نقصان نہ پہنچاؤ، سوائے ان کے جنہیں تم کھانے کے لیے ذبح کرتے ہو۔ جب تم کوئی عہد یا معاہدہ کرو، اس پر قائم رہو اور اپنے وعدے کے پابند رہو۔ اور جب تم چلو گے، تو تمہیں کچھ مذہبی لوگ ملیں گے جو صومعوں میں گوشہ نشین رہتے ہیں اور اسی طریقے سے خدا کی خدمت کا ارادہ رکھتے ہیں؛ انہیں اپنے حال پر چھوڑ دینا، نہ انہیں قتل کرنا اور نہ ان کے صومعوں کو تباہ کرنا۔ اور تمہیں ایک اور قسم کے لوگ ملیں گے جو شیطان کے کنیسے سے تعلق رکھتے ہیں، جن کے سر منڈھے ہوئے ہیں؛ ضرور ان کی کھوپڑیاں چیر دینا، اور انہیں ہرگز امان نہ دینا جب تک کہ وہ یا تو مسلمان نہ ہو جائیں یا خراج ادا نہ کریں۔'

نہ تو پیشین گوئیوں میں اور نہ تاریخ میں یہ کہا گیا ہے کہ زیادہ انسان دوستی پر مبنی احکامات کی اسی قدر سختی سے پابندی کی گئی تھی جس قدر خونخوار فرمان کی؛ لیکن انہیں یہی حکم دیا گیا تھا۔ اور مذکورہ بالا وہی واحد ہدایات ہیں جنہیں گبن نے اس طرح درج کیا ہے کہ ابوبکر نے انہیں ان سرداروں کو دیا تھا جن کا فرض تھا کہ وہ تمام سراسن لشکروں کو احکام جاری کریں۔ یہ احکام پیشین گوئی کی طرح ہی نہایت واضح اور ممیز تھے، گویا خلیفہ خود انسان کے حکم سے برتر ایک اعلیٰ فرمان کی دانستہ اور براہ راست اطاعت میں عمل کر رہا تھا؛ اور عین اسی وقت جب وہ یسوع کے دین کے خلاف لڑنے اور اس کی جگہ محمدیت پھیلانے کے لیے نکل رہا تھا، اس نے وہی الفاظ دہرائے جن کے کہنے کی پیشین گوئی یسوع مسیح کی وحی میں کی گئی تھی۔

ان کی پیشانیوں پر خدا کی مہر۔— باب 7:1-3 پر تبصروں میں ہم نے دکھایا ہے کہ خدا کی مہر چوتھے حکم کا سبت ہے؛ اور تاریخ اس حقیقت پر خاموش نہیں کہ موجودہ عہد کے پورے دوران حقیقی سبت کے پابند موجود رہے ہیں۔ لیکن بہت سوں کے ہاں یہ سوال اٹھا ہے کہ اس وقت وہ کون لوگ تھے جن کی پیشانیوں پر خدا کی مہر تھی اور جو اسی سبب محمدی ستمگری سے مستثنیٰ ہو گئے؟ قاری اس حقیقت کو، جس کی پہلے بھی طرف اشارہ ہوا ہے، ذہن میں رکھے کہ اس پورے عہد میں ایسے لوگ رہے ہیں جن کی پیشانیوں پر خدا کی مہر رہی ہے، یا جو حقیقی سبت کے باشعور پابند رہے ہیں؛ اور مزید یہ بھی غور کرے کہ نبوت کا بیان یہ ہے کہ اس ویران گڑ ترک طاقت کے حملے ان پر نہیں بلکہ ایک دوسری جماعت پر متوجہ ہیں۔ یوں موضوع ہر طرح کی دشواری سے بری ہو جاتا ہے؛ کیونکہ نبوت کی اصل تصریح بس یہی ہے۔ متن میں براہ راست صرف ایک ہی طبقہ پیش کیا گیا ہے؛ یعنی وہ جن کی پیشانیوں پر خدا کی مہر نہیں ہے؛ اور جن کے پاس خدا کی مہر ہے ان کی حفاظت صرف بطور ضمنی مفہوم آتی ہے۔ لہذا ہم تاریخ سے یہ نہیں پاتے کہ ان میں سے کوئی بھی ان آفات میں مبتلا ہوا ہو جو سارازنوں نے اپنے نفرت کے پدافوں پر نازل کیں۔ انہیں ایک دوسرے طبقہ انسانوں کے خلاف مامور کیا گیا تھا۔ اور ان لوگوں پر آنے والی تباہی کو دوسرے انسانوں کی حفاظت کے مقابل نہیں رکھا گیا، بلکہ صرف زمین کے پھلوں اور سبزہ زار کے مقابل رکھا گیا ہے؛ یوں کہ، گھاس، درختوں یا کسی بھی سبز چیز کو ضرر نہ پہنچاؤ، بلکہ صرف ایک خاص طبقہ انسانوں کو۔ اور تکمیل میں ہمیں یہ عجیب منظر دکھائی دیتا ہے کہ حملہ آوروں کی ایک فوج ان چیزوں کو بخش دیتی ہے جنہیں ایسی فوجیں عموماً تباہ کرتی ہیں، یعنی فطرت کی صورت اور اس کی پیداوار؛ اور اپنی اس اجازت پر عمل کرتے ہوئے کہ وہ ان لوگوں کو گزند پہنچا سکتے ہیں جن کی پیشانیوں پر خدا کی مہر نہیں ہے، منڈھے سروں والے مذہبی لوگوں کے ایک طبقے کی کھوپڑیاں چیرتی ہے، جو کنیسہ شیطان سے تعلق رکھتا تھا۔

یہ بلا شبہ راہیوں کا ایک طبقہ تھا، یا رومن کیتھولک کلیسا کی کوئی اور شاخ۔ ان کے خلاف مسلمانوں کے ہتھیار رخ کیے گئے تھے۔ اور ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ انہیں ایسے لوگوں کے طور پر بیان کرنے میں، جن کی پیشانیوں پر خدا کی مہر نہیں تھی، اگر ارادہ نہ بھی ہو تو ایک خاص مناسبت ضرور ہے؛ کیونکہ وہی کلیسا ہے جس نے خدا کی شریعت کو اس کی مہر سے محروم کر دیا ہے، حقیقی سبت کو ہٹا کر اس کی جگہ ایک جعلی قائم کر دیا ہے۔ اور نہ پیشین گوئی سے اور نہ تاریخ سے ہمیں یہ سمجھ میں آتا ہے کہ وہ اشخاص جنہیں ابوبکر نے اپنے پیروکاروں کو ایذا نہ دینے کی ہدایت دی تھی، خدا کی مہر کے حامل تھے، یا لازماً خدا کے لوگ شمار ہوتے تھے۔ وہ کون تھے، اور انہیں کس سبب سے بخشا گیا، اس بارے میں گبن کی مختصر شہادت ہمیں مطلع نہیں کرتی، اور ہمارے پاس جاننے کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے؛ لیکن ہمارے پاس یہ ماننے کی پوری وجہ ہے کہ جن کے پاس خدا کی مہر تھی ان میں سے کسی کو ایذا نہیں دی گئی، جبکہ ایک اور طبقہ، جس کے پاس یہ صراحتاً نہ تھی، تلوار کے حوالے کر دیا گیا؛ اور اس طرح پیشین گوئی کی تفصیلات بخوبی پوری ہو جاتی ہیں۔ یوریاہ اسمتھ، دانیال اور مکاشفہ، 500-502۔

ابوبکر نے محمد کی وفات کے بعد ان کے پیروکاروں کو خلافت کی صورت میں متحد کر دیا، لہذا اگرچہ وہ دو مختلف تاریخی شخصیات ہیں، مگر دونوں کو اکٹھا دیکھا جائے تو وہ پہلی آفت کے حوالے سے

اسلام کی گواہی کے آغاز کی نمائندگی کرتے ہیں، اور پہلی آفت کی تاریخ کو متعین کرنے والی تاریخی شخصیت محمد ہیں۔

دوسری مصیبت کی تاریخ کے آغاز میں محمد ثانی نے 1453 میں قسطنطنیہ فتح کیا۔ 1449 میں اسلام کی نمائندگی کرنے والے چار فرشتے چھوڑ دیے گئے۔ پہلی مصیبت کا آغاز اور اختتام بالترتیب محمد اول اور محمد ثانی سے نشان زد ہیں۔ نبوتی اعتبار سے پہلی مصیبت کی تاریخ کا آغاز اور انجام الفا اور اومیگا کے دستخط اٹھائے ہوئے ہیں۔

دوسری مصیبت کے آغاز میں چار فرشتوں سے متعلق وقت کی ایک پیشگوئی شامل ہے، جو اسلام کی نمائندگی کرتے ہیں؛ جنہیں اس وقت آزاد کیا گیا، اور پھر 11 اگست 1840 کو روک دیا گیا۔ اس وقت سے 22 اکتوبر 1844 تک ایک لاکھ چوالیس ہزار کی مہر بندی کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ دوسری مصیبت کا آغاز اسلام کے آزاد کیے جانے کی نشاندہی کرتا ہے، اور اس کا اختتام اسلام کے روکے جانے کی علامت ہے۔ پہلی اور دوسری دونوں مصیبتوں کے پاس ٹھیک ٹھیک پیشگوئی نامہ نشانیاں ہیں جو ان کی ابتدا کو ان کے اختتام سے جوڑتی ہیں۔

پہلی دو آفتوں کو، "سطر پر سطر"، ایک دوسرے پر رکھا جانا ہے تاکہ تیسری آفت کی شناخت ہو سکے۔ اسلام کے پہلے دو گواہان کے ذریعے شناخت کی جانے والی نبوی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ دونوں ایک مخصوص مدت کی نمائندگی کرتے ہیں جس کے آغاز و انجام پر الفا اور اومیگا کا نشان ہوتا ہے۔ ان کے پاس ایک ثانوی نشان بھی ہے، کیونکہ پہلی آفت کا آغاز خدا کے لوگوں کی مہر بندی کی شناخت کرتا ہے، اور دوسری آفت کا اختتام بھی خدا کے لوگوں کی مہر بندی کی شناخت کرتا ہے۔

تیسری ہائے اس وقت آئی جب اسلام نے اچانک اور غیر متوقع طور پر مکاشفہ 13 کے زمین سے نکلنے والے درندے پر حملہ کیا، اور یوں مہر بندی کا دور شروع ہوا۔ ایک لاکھ چوالیس ہزار کی مہر بندی جلد آنے والے اتوار کے قانون کے وقت ختم ہو جائے گی، اور اس ارتداد کے جواب میں قومی ارتداد کے بعد قومی تباہی آتی ہے۔ بت پرست روم اور پاپائی روم کی مانند، قومی تباہی خدا کے نرسنگوں کے فیصلوں کے ذریعے واقع ہوتی ہے۔ تین ہائے بھی نرسنگ ہیں۔ تیسری ہائے میں اسلام ایک بار پھر اچانک اور غیر متوقع طور پر ریاستہائے متحدہ میں جلد آنے والے اتوار کے قانون کے وقت ضرب لگائے گا، جب ایک لاکھ چوالیس ہزار کی مہر بندی کا دور ختم ہوگا۔ اس دور کی تمثیل پہلی ہائے کے ابتدائی دور سے بھی دی گئی ہے، اور دوسری ہائے کے اختتامی دور سے بھی۔

ہم اس مطالعے کو اگلے مضمون میں جاری رکھیں گے۔

اور سارہ نے دیکھا کہ مصری ہاجرہ کا بیٹا، جو اُس نے ابراہیم کے لیے جنا تھا، تمسخر کر رہا تھا۔ پس اُس نے ابراہیم سے کہا، اس لونڈی اور اس کے بیٹے کو نکال دے؛ کیونکہ اس لونڈی کا بیٹا میرے بیٹے، یعنی اسحاق، کے ساتھ وارث نہ ٹھہرے گا۔ اور اپنے بیٹے کے باعث یہ بات ابراہیم کو بہت ناگوار گزری۔ اور خدا نے ابراہیم سے کہا، لڑکے اور اپنی لونڈی کے بارے میں یہ بات تجھے ناگوار نہ گزرے؛ سارہ نے تجھ سے جو کچھ کہا ہے اس کی بات مان، کیونکہ اسحاق ہی سے تیری نسل کہلائے گی۔ اور اس لونڈی کے بیٹے سے بھی میں ایک قوم بناؤں گا، کیونکہ وہ تیری نسل ہے۔ اور ابراہیم صبح سویرے اٹھا اور روٹی اور پانی کا ایک مشکیزہ لے کر ہاجرہ کو دیا، مشکیزہ اس کے کندھے پر رکھ دیا، اور لڑکے کو بھی اس کے حوالے کیا، اور اسے رخصت کر دیا۔ پس وہ چلی گئی اور بیئر سبع کے بیابان میں بھٹکتی رہی۔ اور مشکیزہ کا پانی ختم ہو گیا، تو اس نے لڑکے کو ایک جھاڑی کے نیچے لٹا دیا۔ اور وہ جا کر اس کے سامنے ایک اچھے خاصے فاصلے پر، یعنی جتنا تیر چلنے کا فاصلہ ہوتا ہے، بیٹھ گئی؛ کیونکہ اس نے کہا، میں لڑکے کی موت نہ دیکھوں۔ اور وہ اس کے سامنے بیٹھ گئی اور اپنی آواز بلند کر کے روئی۔ اور خدا نے لڑکے کی آواز سنی؛ اور خدا کے فرشتے نے آسمان سے ہاجرہ کو پکارا اور اس سے کہا، ہاجرہ، تجھ کیا ہوا ہے؟ خوف نہ کر؛ کیونکہ خدا نے لڑکے کی آواز سن لی ہے جہاں وہ

ے۔ اٹھ، لڑکے کو اٹھا اور اسے اپنے ہاتھ سے سنبھال؛ کیونکہ میں اسے ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ تب خدا نے اس کی آنکھیں کھول دیں اور اسے پانی کا ایک کنواں نظر آیا؛ چنانچہ وہ گئی اور مشکیزہ پانی سے بھر لیا اور لڑکے کو پانی پلایا۔ اور خدا لڑکے کے ساتھ تھا؛ وہ بڑا ہوا اور بیابان میں رہنے لگا، اور تیرانداز بن گیا۔ پیدائش 20-21:9۔